



کیا پاکستان میں

ہر ذاتی حکومت قائم ہو گی؟

(سن تصنیف: 1952ء)

==== تصنیف لطیف ===

حضرت مولانا مرضی احمد خان میکش

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رقم الحروف نے اب سے کوئی ڈھائی سال قبل یعنی اوائل ۱۹۵۴ء میں روزنامہ ”مغربی پاکستان“ میں مقالات اور اداریہ کی مسلسل دس اقسام لکھ کر پاکستان کے اد باب بست و کشاد یا نوڑا شیدہ ملک کے اصحاب فکر و مذہب اور یہاں کے جمہور مسلمین کو اس حقیقت سے آگاہ و متنبہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ مرزاںی فرقہ کے لوگ اپنی تنظیم اور دشمنان اسلام کی ظاہری اور غنی امداد کے بغروں سے پر پاکستان کے اندر مرزاںیوں کی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کی خاطر طرح طرح کی سازشوں اور ریشه دو ایسے کا بہت بڑا جال پھیلارہے ہیں آگے چل کر مسلمانان پاکستان کے لئے بدرجہ اتم تکالیف وہ ثابت ہو گا، میں نے ان مضامین میں قادیانیت کے مذہبی و جل کا پول کھونے کے ساتھ اس فرقہ کے پیشوایش الرین محمود اور قبھر مرزاںیت کے رکن اعظم چودھری سرفراز اللہ خان کے اقوال و اعمال کو سامنے رکھ کر ان کے صحیح و مجانات کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنے اس دعویٰ کو ناقابل تردید حد تک ثابت کر دکھایا کہ قیاسی اعتبار سے ان (مرزاںیوں) کا لائق عمل یہ ہے کہ اپنی تنظیمی طاقت کے بل پر پاکستان کا حکومتی اقتدار حاصل کیا جائے اور قادیانی کی بستی کو ہر ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ خواہ اس کی خاطر پاکستان کے کسی بڑے سے بڑے مفاد کو یا پاکستان کو فربان بھی کیوں نہ کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی رقم الحروف نے عام سیاسی بصیرت کے بل پر ان امر کی پیش گوئی کر دی تھی کہ ”مرزاںیت مسلمانان پاکستان کو بھاری تکالیف اور بہت آزمائالم میں بتا کر کے رہے گی۔ ان تکالیف و آلام سے بچنے کا واحد طریق یہ ہے کہ مرزاںیت کی حدود

ابھی سے سے متعین کر دی جائیں اور مرزا نیوں کی تنظیم پر سرکاری اور غیر سرکاری حیثیت سے کوئی نگاہ کی جائے ورنہ اس طرف سے غافل رہنے کا خیا زہ مسلمانوں کو بھاری نقصانات کی صورت میں بخستنا پڑے گا۔

آنچ میں پاکستان کے اندر رونما ہونے والے واقعات کی رفتار کو دیکھ کر اس ملک کے ارباب اختیار و اقتدار اور عامۃ اسلامیین سے یہ سوال کرنے پر مجبور ہوں کہ ”کیا پاکستان میں مرزا نیوں کی حکومت قائم ہو گئی؟“

حیرت انگیز واقعات: واقعات جن کی بناء پر میرے دل سے یہ سوال اٹھا ہے، یہ ہیں ہے، اور ۱۸ مئی کو پاکستان کے دارالسلطنت کراچی میں مرزا نیوں کے ایک جلسہ عام کو کامیاب بنانے کے لئے صوبہ کراچی کی پولیس اسٹیگیڈ کی گئی تاکہ چودھری سر ظفر اللہ خان ”وزیر خارجہ پاکستان“، چودھری عبداللہ خان ”ڈپی آئندو ڈین کراچی“، شیخ اعیاز احمد ”جانشیت سیکرٹری وزارت خوارک پاکستان“، میجر شیم ”اسٹینٹ سیکرٹری وزارت مال پاکستان“، مسٹر احمد جان ”ملازم محلہ سول پلاٹی کراچی“ اور دیگر مرزا تی سرکاری افسروں اور عہدیدار مسلمانوں کو مرزا نیوں بنانے کے لئے اپنے دین کی تبلیغ کر سکیں۔ مرزا نیوں کے اس تبلیغی جلسہ عام کو کامیاب بنانے کے لئے پاکستانی پولیس کی بھاری جمعیت بلائی گئی، جلسہ تمام تھا اس لئے کچھ مسلمان بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب مرزا نیت کے مبلغوں نے اپنے عقاوہ کی تبلیغ کے سلسلے میں مسلمانوں کے عقائد پر حملہ شروع کئے اور ان کے نہایت ہی تازک نہ ہی جذبات کو محروم کرنے لگے تو انہوں نے احتجاج کی آوازیں بلند کیں۔ پولیس نے جو پہلے ہی اس مقصد کے لئے بلائی گئی تھی۔ مسلمانوں پر لاٹھی چارج کیا۔ ان کو محروم و مضروب کر کے گرفتار کر لیا۔ اس پر عوام مشتعل ہو گئے۔ انہوں نے سڑکوں، بازاروں اور گلی کو چوں میں احتجاجی

منظہرے کئے، ان مظاہروں کو روکنے کے لئے پھر پولیس کے ڈنڈے استعمال کئے گئے اور اشک آور گیسیں چھوڑی گئیں۔

اگلے دن پھر اسی تماشے کو دہرا یا گیا اور مسلمانوں کو پولیس اور فوج کی طاقت کے ہل پر چودھری سر ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ پاکستان کی تبلیغی تقریر سننے کے لئے مجبور کیا گیا۔ کراچی حکام کی اس حکمت پر جسے لازماً پاکستان کی مرکزی حکومت کی اشیر با د حاصل ہو گی، ملک بھر میں غم و غصہ کی ایک اہم دوڑ گئی۔ مسلمانوں نے احتجاجی جلسوں اور مظاہروں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا اور رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کا دن یوم احتجاج مقرر کر دیا تاکہ مسلمان اس روز جام جا جائے منعقد کر سکے اپنی اسلامی حکومت کے ارباب اقتدار پر ظاہر کر دیں کہ ”مسلمان مرزا نیت کے عقائد کا باطلہ کی کسی تبلیغ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ وہ عقائد مسلمانوں کے بنیادی عقائد کے معانی اور ان کے نازک دینی احساسات کو ٹھیس پہنچانے والے ہیں“۔ نیز حکومت سے مطابق کیا جائے کہ مرزا تی فرقہ کو ملک کی ایک الگ غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ تاکہ اس فرقہ کے لوگ ان منافقاتہ چالوں کو استعمال کرنے سے باز آ جائیں، جن کے ہل پر وہ مسلمانوں کو گراہ کرنے اور ہرمیدان اور ہر مقام پر نقصان پہنچاتے رہے ہیں اور پہنچا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے دلی جذبات کے اظہار سے روکنے کیلئے پنجاب کی حکومت نے ایک عجیب و غریب پالیسی وضع کی جس کے ماتحت حکام اضلاع نے ہر جگہ دفعہ ۱۳۲ نافذ کر کے اس مضمون کے احکام صادر کروائے کہ مرزا نیت یا مرزا نیوں اور چودھری سر ظفر اللہ خاں کے متعلق بھرے مجموعوں میں اظہار خیال کرنا قانوناً ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا جو شخص اس مقصد کے لئے جلد منعقد کرے گا

یا جلوس نکالے گا یا تقریر کرے گا۔ اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔ مسلمانوں نے حکومت کے ان احکام کا احترام کیا۔ عام جلوسوں اور جلوسوں کے پروگرام معطل کر دیے اور اظہار حق کے لئے صرف اسی امر پر اکتفا کر لیا کہ مساجد کے اندر جماعت الوداع کے موقع پر جو احتجاجات ہوں گے وہی ان وظایاں کی تائید میں آوازیں بلند کر کے حکمرانوں کو ہتھیت حال سے منبه کر دیں، اضلاع کے حکام نے حکومت پنجاب کی طے کردہ پالیسی کے ماتحت ان لوگوں کو بھی گرفتار کر لیا جنہوں نے مساجد کے احتجاجات میں مرزا بیت اور چودھری سر ظفر اللہ خاں کے خلاف لب کشائی کی جو رات کی، اس طرح عامۃ الناس پر ظاہر کر دیا کہ پاکستان کی سرزین میں کوئی شخص مرزا بیت اور چودھری سر ظفر اللہ خاں کے متعلق کچھ کہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور حکومت کے اس نادر شاہی حکم کی پیٹ میں پلک چکیں نہیں آتیں، بلکہ ان کے گھر اور خدا کے گھر یعنی مسجدیں بھی آجائیں۔

واقعات کی یہ رفتار دیکھ کر لیا میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ پاکستان میں کس کی فرمان روائی ہے؟ اور یہ فرمان روائی کس قانون اور کس قاعدہ کی رو سے کی جا رہی ہے؟ ان واقعات نے کیا یہ ثابت نہیں کر دیکھ لیا کہ

### یک بام و دو ہوا کی پالیسی

.....مرزا بیوں کے عام تبلیغی جلوسوں کو کامیاب بنانے کیلئے حکومت اپنی ساری طاقتیں استعمال کرے گی، تاکہ مرزا تی کھلے بندوں پولیس کے ڈندوں اور فوج کی عکیبوں کے سامنے میں دین ہذہ اسلام کا من چڑا نہیں، ختم بوت کے انکار کا پر چار کر کے مسلمانوں کے نازک مذہبی جذبات کو محروم کریں۔ گالیوں اور بذبانيوں کے اس انبار کی جن سے

مرزا نیت کا لڑپچھہ بھرا پڑا ہے، خوب نشروا شاعت کر سکیں۔

۲۔ مسلمان اگر عقیدہ "ختم نبوت" کے تحفظ اور اس کی نشروا شاعت کے لئے اپنے تبلیغی جلسے اپنی مساجد کے اندر بھی منعقد کریں گے تو انہیں گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائیگا اور کسی کو اس اصرار کی اجازت نہیں دی جائیگی کہ مرزا آئی وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خاں کی اسلام سوز سر گریوں کے متعلق کوئی حرف حق زبان پر لائے۔

حکومت کی طرف سے اپنی متذکرہ صدر پالیسی کے اس عملی طور پر واضح اعلان کے بعد مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس ملک پر کس کی فرمروائی ہے؟ اور ان کی کیفیات کو جن کا آغاز متذکرہ صورت میں ہوا ہے، وہ کس حد تک برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہیں؟

### شہری حقوق اور دستور م سابق

کہا گیا ہے کہ مرزا آئی بھی پاکستان کے یا شدے ہیں اور انہیں بھی اس امر کا قانونی اور مدنی حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالات و عقائد کی نشروا شاعت کے لئے دوسرے لوگوں کی طرح عام جلسے منعقد کریں۔ اصولی طور پر یہ بات کتنی صحیح اور کتنی خوبصورت نظر آتی ہے، لیکن ایسا کہتے وقت اس کے دوسرے اہم پہلو کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وہ پہلو یہ ہے کہ کسی آبادی کا کوئی گروہ شہری آزادی کے حقوق کو اس طریق سے استعمال کرنے کا مجاز نہیں جو فساد انگیزی کا موجب ہو، یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ مرزا آئی اپنے جن عقائد کی نشروا شاعت کا حق مانتے ہیں۔ مرزا نیوں کو عام جلسے منعقد کر کے تبلیغی مہمیں جاری کرنے کی اجازت دینا ملک کے اندر فقط و فساد برپا کرنے کو دعوت دیتے ہیں کے مترادف ہے، پھر فتنہ آرائی کی اس دعوت کو کامیاب بنانے کے لئے ملک کی پولیس اور فوج

استعمال کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ حکمران طبقے طاقت و قوت کے بل پر لوگوں کو مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر مرزا نیت کا دین اختیار کر لیں، ایسے باتیں ایسا باب حکومت سمجھ بوجھ سے کام لیا کرتے ہیں اور کسی نئے فتنے کو سراہنا نے کی اجازت نہیں دیا کرتے۔ چہ جائیکہ اس فی خلافت اور اس کی کامیابی کے لئے پولیس اور فوج کو استعمال کرنے لگیں ایسے امور میں حکمرانوں کا دستور العمل یعنی حسب دستور سابق ہوا کرتا ہے تاکہ نئے فتنے پیدا نہ ہوں۔

متحده ہندوستان میں انگریز حکمران مختلف مذہبی گروہوں کے شہری حقوق کے اجراء کے بارے میں اسی اصول کو دستور العمل بنانے کا کر چلا کرتے تھے۔ مثلاً گائے ذبح کرنا مسلمانوں کا مذہبی حق تھا۔ جو جنگ کرنے والے مکاروں کا مذہبی حق تھا، تعریف نکالنا شیعہ کا مذہبی حق تھا۔ لیکن اس دور کے حکمران صرف ان مقامات پر ان مذہبی حقوق کے اجراء کی اجازت دیتے تھے۔ جہاں یہ حقوق پہلے سے مسلم ہو چکے تھے کسی نئی جگہ پر وہ نہ تو جنگ کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ ان مدنی حقوق کے اجراء سے لوگوں کو روکنے کی وجہ مغض یہ تھی کہ فتنہ و فساد کے دروازے بند رہیں۔ لیکن کراچی کے حکام نے پاکستان کی مرکزی حکومت کی آنکھوں کے سامنے شاید انہی کے ایسا سے مرزا نیوں کو جلدی کام کرنے کی اجازت دیدی، جو انہیں پہلے سے حاصل نہ تھی۔ نہ صرف اجازت دی بلکہ حکمرانی کی طاقتیں جو اچھے مقاصد کے لئے استعمال ہونی چاہئے تھیں۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے نگادیں۔ نتیجہ ہنگامہ آرائی کی شکل میں رونما ہوا اور ملک کے اندر ایسی تحریک چل لگی جو اب معاشرے کا دلوں کی فیصلہ کر کے رہے گی کہ اس ملک کے انتظامات سنjalane کا حق کس کو حاصل ہے؟ آیا مسلمانوں کو حاصل ہے جن کی غالب اکثریت اس ملک میں آباد ہے یا مرزا نیوں

کو حاصل ہے جن کو ملک کے اندر تو کسی قسم کا اثر و رسوخ حاصل نہیں، البتہ جو اسلام کی دشمن طلاقوں کے ساتھ ساز باز ضرور رکھتے ہیں۔

### مسلمانوں پر دفعہ ۱۳۲ کا نفاذ کیوں؟

حوالہ بیدا ہوتا ہے کہ اگر پاکستان کے ارباب حکومت یا کراچی کے حکام نے اس بنیادی اصول کی بنا پر پاکستان میں ہر طبقہ کے افراد کو عام جلسہ منعقد کرنے کا حق حاصل ہے۔ کراچی میں مرزا نبیل کا جلسہ عام پولیس کی مدد سے کامیاب کرنا اپنا فرض منصبی خیال کیا، تو پنجاب میں عام مسلمانوں کے جلسوں پر دفعہ ۱۳۲ نافذ کر کے اسی پولیس کو اس کام پر کیوں لگادیا گیا کہ وہ جلسے منعقد کرنے والے اور عوام کو اپنے مدنی حقوق سے بہرہ افزونہ ہونے والے، اگر قند آرائی کے اندازے سے مسلمانوں کے جلسے بند کئے گئے ہیں، تو مرزا نبیل کے جلسے اسی اندازے کی بنا پر سب سے پہلے بند کرنے چاہتے تھے اور یہ مسجدوں کو دفعہ ۱۳۲ کی لپیٹ میں لانا ایسا نادکار نامہ ہے۔ جس کی نظیر تو کفار انگریز کی حکومت نے بھی اپنے صد سالہ دور حکمرانی میں مشکل ہی کی ہو گی۔

مسلمانوں کے مطالبات: مسلمان اپنے جلسوں میں کیا کہنا چاہتے تھے؟ صرف یہی کہ مرزا نبیل لوگ اپنے جن عقائد کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے بدرجہ غایت اشتغال انگریز ہیں۔ لہذا حکومت کو چاہئے کہ انہیں خواہ مخواہ کی اشتغال انگریز کی سے باز رکھے۔ نیز وہ چودھری سر ظفر اللہ خاں کے تدبیر، اس کی لیاقت اور اس کی پاکستان سے وفاداری پر اعتماد نہیں رکھتے، اس لئے چودھری صاحب کو وزارت جیسے ذمہ دار عہد سے سے ہٹا دیا جائے۔ مزید برآں وہ حکومت سے ہے وہ غلط یا صحیح طور پر اپنی حکومت سمجھتے ہیں۔ اس مضمون کی استدعا کرنا چاہتے تھے کہ مرزا نبیل کو ملک کی جدا گانہ غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا جائے،

کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔

میں پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کے ان مطالبات میں وہ کون ساز ہر بھرا تھا کہ ”حکومتِ پنجاب“ نے ایسے جلے منعقد کرنے کی ممانعت کر دی جن کے اندر متذکرہ صدر مضافین کی آوازیں بلند کی جاتیں۔ کیا پاکستان کے حکمران ڈنڈے کے بل پر عامتہ اُلمسلمین کو اس امر پر مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ وہ یہی پاکستان کے ارباب حکومت کی طرح چودھری ظفرالله خاں کے حسن تیر اور اس کی روحانیت (جیسا کہ انگریزی کے ایک مرزا تی اخبار نے لکھا تھا) پر ایمان لے آئیں اور حکومت برطانیہ کی اس لا ذلی شخصیت کے متعلق کوئی حرف زبان پر نہ لائیں۔

مجھے تعجب ہے کہ چودھری ظفرالله کو پاکستان کے انتظامات سنjalane، اول وزارت میں لیا ہی کیوں گیا؟ اور دیگر لیا گیا تو کیا وجہ ہے کہ عامتہ الناس کی طرف سے اس پر عدم اعتماد کے اس قدر اظہار کے باوجود جو گذشتہ پانچ سال کے دوران میں ہوا ہے، اسے برطرف کیوں کیا گیا؟

آخر وہ کون سی طاقت ہے جس کے بل بوتے پر چودھری صاحب پاکستان کے دفتر خارجہ کو قادیانیوں کی میراث بنائے بیٹھے ہیں۔ اور اس کے بل ہر ملک کے اندر اور ملک کے باہر جہاں کہیں موقع ملتا ہے، مرزا تیت کی تبلیغ کرنے میں ڈبو ہجھ دربغہ سے کام نہیں لیتے۔

فتنہ انگریزوں کی ابتداء: قصہ مختصر گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے جس نوعیت کے واقعات اُن مسلمان میں روپما ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ راقم الحروف نے ڈھائی سال پہلے جن خطرات کو محسوس کیا تھا۔ وہ بہت قریب آگئے ہیں بلکہ شروع ہو چکے ہیں۔ مرزا

بشير الدین محمود کچھ عرصہ سے اپنے مریدوں سے کہہ رہا تھا کہ پاکستان میں عنقریب مرزا بیویں کی حکومت قائم ہونیوالی ہے اور مخالفین مجرموں کی طرح ان کی یا ان کے کسی جانشین کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ نیز اپنے مریدوں کو اس امر کی تلقین کر رہا تھا کہ ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کر دو کہ مسلمان مرزا بیویں کی طاقت شر انگریزی کا لوہا مان جائیں۔ اور احمدیت کا رعب مژہن اس رنگ میں محسوس کرے کہ اب احمدیت منانی نہیں جاسکتی اور مجبور ہو کر ”احمدیت“ کی آغوش میں آگرے۔

تو حالات جن کے پیدا کرنے کا منصوبہ دیر سے باندھا جا رہا تھا۔ کراچی میں جلسہ عام منعقد کرنے کا فتنہ کھڑا لگے پیدا کرنے کی ابتداء کردی گئی ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ مرزا بisher الدین محمود اور چودھری ظفر اللہ خان پاکستان کے ارباب سیاست و اقتدار میں سے اور اس کے فوجی اور ملکی حکام میں سے کس کو اس منصوبہ کے ساتھ وابستہ کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ البتہ حالات کی رفتار کہہ دیا ہے کہ مرزا تی عنقریب ملک کے اندر درجہ اول کے فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کر دیں گے تاکہ عامتہ اسلامیین کی روحوں کو کل کراور ان کے سروں کو پھوڑ کر پاکستان کے اندر مرزا بیت کے اقتدار کو مستحکم کر لیں، وہ اپنے اس برے ارادے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔ اس کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو علیم و خبیر ہے۔ البتہ ایک بات یقینی ہے وہ یہ کہ مرزا تی لوگ شرارت پر گھسٹتے ہیں اور ملک کے اندر طرح طرح کے فتنہ برپا کر کے پاکستان کو اور پاکستان کے مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچا کر دیں گے۔

مسلمانوں کو ابھی سے حفظ ماقدم کی تدایر سوچ لئی چاہئیں۔ پانی سر سے گذر گیا تو بڑی مشکلات پیش آئیں گی۔ (سدورہ آزاد لاہور، جولائی ۱۹۵۲ء)